بہار میں سماجی انصاف کی بہار

آزادی کے بعد حالات میں کچھ مثبت تبدیلیاں ضرور آئی ہیں، مگر آج بھی بابا صاحب امبیڈکر کا مشن ادھورا ہے



ابھے کمار

بہار سے ایک مثبت خبر آرہی ہے۔ ۷ رجنوری کے دن حکومت بہار نے ذات پر مبنی گنتی کا آغاز کردیا۔ اس مہم کے تحت سرکاری اہلکار کو ہر گھر جا کر مکانوں کی گنتی کرنی ہے۔ اس کے علاوہ شہریوں کے معاشی حالات اور ذات سے متعلق جانکاری لی جائے گی۔ یہ کام دو مراحل میں پورے کیے جائیں گے۔ اس پر کل خرچ ۵۰۰ رکروڑ روپے آئیں گے۔ پہلا مرحلہ ۷ رجنوری سے ۲۱ رجنوری تک چلے گا، جس کے دوران مکانوں سے متعلق معلومات جمع کی جائیں گی۔ دوسرا مرحلہ یکم اپریل سے ۳۰ راپریل کے درمیان پورا کیا جائے گا، جس کے تحت شہریوں کی ذات سے متعلق جانکاری اور سماجی و معاشی اعداد و شمار اکٹھے کیے جائیں گے۔ ۳۱ رمئی کے روز اس مہم کا اختتام ہوجائے گا۔ وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے کہا ہے کہ یہ سروے شہریوں کی ذات اور برادری کے بارے میں پوری تفصیل کے ساتھ اعداد و شمار حاصل کرے گا اور یہ عمل ترقی کی رفتار کو تیز کرے گا۔ واضح رہے کہ گزشتہ سال ۲ رجون کو ریاستی کابینہ نے تمام سیاسی جماعتوں کے ذات پر مبنی مردم شماری کرائے جانے کے مطالبے کو تسلیم کرلیا تھا۔ پھر بہار اسمبلی نے بھی اتفاق کے ساتھ ذات پر مبنی مردم شماری کرانے سے متعلق ایک قرارداد پاس کی تھی۔ بعد میں بہار کی تمام سیاسی جماعتوں نے وزیر اعظم نریندر مودی سے ملاقات کرکے ذات پر مبنی مردم شماری کرانے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وفد میں ریاست بی جے پی کے لیڈران بھی شامل تھے۔ تضاد دیکھیے کہ قومی سطح پر وہی بی جے پی مردم شماری کرانے سے بھاگ رہی ہے۔

ذات پر مبنی گنتی کی شروعات ایک تاریخی پیش رفت ہے۔ خاص کر نتیش کمار نے اس کا آغاز کرکے اپنی سیاسی زمین کو مزید مضبوط کرلیا ہے۔ آر جے ڈی کے ساتھ آنے سے نتیش کی طاقت کافی بڑھ گئی ہے۔ حالانکہ آر جے ڈی کافی پہلے سے ہی اس مسئلہ کو اٹھاتی رہی ہے۔ مگر کئی ساری قومی سیاسی پارٹیوں میں اس سوال کو لے کر تذبذب برقرار ہے۔ ایک طرف ان کو ڈر لگتا ہے کہ ذات پر مبنی مردم شماری کرانے سے دبی سچائی سامنے آجائے گی کہ کس ذات اور برادری کے لوگ وسائل پر اپنے حق سے کہیں زیادہ قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بار بار یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ذات اور برادری سے متعلق مردم شماری کرانا ایک پیچیدہ امر ہے اور اس سے وسائل کا بڑا نقصان ہوگا۔ یہ بھی خود دکھلایا جاتا ہے کہ اس سروے سے ملک میں ذات اور برادری سے متعلق تعصب میں اضافہ ہوگا جو سماج اور ملک کی ہم آہنگی اور اتحاد کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ حالانکہ ان باتوں میں سچائی بہت کم ہے۔ اس طرح کی باتیں اس لیے کی جاتی ہیں تاکہ سماج میں موجود اعلیٰ ذاتوں کی بالادستی کو بنائے رکھا جائے۔ آج بھی سماج میں چھوٹی آبادی ہونے کے باوجود، اعلیٰ ذات کے لوگ سیاسی، سماجی اور معاشی طور پر بہت ہی مضبوط ہیں۔ سیاسی پارٹیوں کے اندر ان ہی کا دبدبہ ہے، قیادت پر وہی لوگ چھائے ہوئے ہیں مگر مثبت پیش رفت یہ ہے کہ بہار نے اس سمت میں ملک کی قیادت کی ہے۔

کئی بار اس طرح کے اعتراضات ظاہر کئے جاتے ہیں کہ ذات پات کی بات کرنا یا اس سے متعلق سیاست کو ہوا دینا ملک کو

> ❞
>
> ذات پر مبنی گنتی کی شروعات ایک تاریخی پیش رفت ہے۔ خاص کر نتیش کمار نے اس کا آغاز کرکے اپنی سیاسی زمین کو مزید مضبوط کرلیا ہے۔ آر جے ڈی کے ساتھ آنے سے نتیش کی طاقت کافی بڑھ گئی ہے۔ حالانکہ آر جے ڈی کافی پہلے سے ہی اس مسئلہ کو اٹھاتی رہی ہے، مگر کئی ساری قومی سیاسی پارٹیوں میں اس سوال کو لے کر تذبذب برقرار ہے۔ ایک طرف ان کو ڈر لگتا ہے کہ ذات پر مبنی مردم شماری کرانے سے دبی سچائی سامنے آجائے گی کہ کس ذات برادری کے لوگ وسائل پر اپنے حق سے کہیں زیادہ قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔

پیچھے دھکیلنے کے برابر ہے۔ اس طرح کی نادانی نہ صرف عام لوگ کرتے ہیں، بلکہ بہت سارے ماہرین عمرانیات بھی انہی خطوط پر اپنی دلیل پیش کرتے ہیں۔ ان سوشلوجسٹ حضرات کو کون سمجھائے کہ ذات پات کی غیر برابری کا انکار کردینے سے یہ مرض ختم نہیں ہوجاتا اور ملک ترقی یافتہ نہیں بن جاتا ہے۔ دراصل ذات پات کی غیر برابری کو ختم کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے اس لعنت پر بات ہو۔ کون ظالم ہے اور کون مظلوم؟، اس کی نشان دہی ہو۔ اس بات پر غور و فکر کیا جائے کہ آخر کیوں بعض ذاتوں کے پاس بہت ساری زمین اور دولت ہے، جبکہ بیشتر آبادی کے پاس نہ تو زمین ہے اور نہ ہی سر چھپانے کے لیے مکان ہے، آخر کیوں دلت سماج کی ۷۰ رفیصد کے قریب آبادی کے پاس زمین نہیں ہے یا پھر زمین کا ایک بہت ہی چھوٹا سا حصہ ہے، کیوں دلت سماج کے لوگ گاؤں میں مزدوری کرنے کے لیے مجبور ہیں اور شہروں میں صفائی کے علاوہ ان کو دیگر کام بڑی مشکل سے ملتا ہے، کیوں ذات کی سیڑھی کے اوپر چڑھنے پر امیری نظر آتی ہے اور اس زینے سے نیچے اترا جاتا ہے تو غریب دکھتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اعلیٰ ذات میں بھی کچھ لوگ غریب ہیں اور ان کی ترقی کے لیے سرکار کو توجہ دینا چاہیے، مگر اس حقیقت سے بھی منہ نہیں موڑا جا سکتا ہے کہ پسماندہ ذاتوں میں غریبی اور ناخواندگی اعلیٰ ذاتوں سے کہیں زیادہ پائی جاتی ہے۔ عبادت گاہوں اور مذہبی اداروں سے لے کر کالج اور یونیورسٹیوں میں پسماندہ ذاتوں کے ساتھ امتیازات برتا جاتا ہے۔ آج بھی کالج، یونیورسٹی اور میڈیا میں اعلیٰ ذات کے لوگوں کا ہی قبضہ ہے۔ جو لوگ ذات پات کو ماضی کی بات کہتے ہیں، وہ اس بات کا جواب کیوں نہیں دیتے کہ آخر کیوں میڈیا میں دلت سماج کے لوگ ندارد ہیں۔ بازار اور کاروبار کی دنیا میں بھی ذات پات پر مبنی امتیاز دیکھا جاتا ہے۔ اس طرح کی باقاعدہ تحقیق موجود ہے، جس میں یہ پایا گیا ہے کہ جو لوگ اعلیٰ ذات سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بازار میں مواقع زیادہ ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اعلیٰ ذات کے لوگ پہلے سے ہی ان اداروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اپنے سماج کے امیدوارں کو پسماندہ سماج کے امیدواروں پر فوقیت دیتے ہیں۔ حالانکہ آزادی ملنے کے بعد چھوت چھات کو ختم کردیا گیا اور اس کو ایک قانونی ظلم قرار دے دیا گیا مگر یہ بھی سچ ہے کہ یہ بیماری آج بھی سماج میں موجود ہے۔ قانون اور پولیس ہر وقت لوگوں کی ذاتی زندگی میں مداخلت نہیں کرسکتی ہے۔ ہمارے سماج میں جذبات اخوت کا فقدان ہے۔

بھارت میں ذات اور برادری سے متعلق عدم مساوات ہر طرف پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ ذات کے ہندو اور مسلمان پسماندہ ذاتوں کے خلاف تعصب برتتے ہیں۔ آج بھی زیادہ تر شادیاں ذات اور برادری کی دیوار کو بنائے رکھنے کے لیے ہی عمل میں آتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ذات پات پر بات ہو، اس پر خاموشی اختیار کر کے سماج جدید نہیں بن جاتا ہے۔ آزادی ملنے کے بعد حالات میں کچھ مثبت بدلاؤ ضرور ہوئے، مگر آج بھی بابا صاحب امبیڈکر کا مشن ادھورا ہے۔ اعداد و شمار نہ ہونے کی وجہ سے کئی بار محکوم طبقات کے لیے پالیسی نہیں بن پاتی ہے۔ ذات پر مبنی مردم شماری کا فائدہ یہ ہوگا کہ سرکار کے پاس صحیح اعداد و شمار ہوں گے۔ سرکار پھر یہ کہہ پائے گی کہ سماج میں کن ذاتوں کے پاس زیادہ وسائل ہیں اور کن کے حالات خراب ہیں۔ ذات پات سے متعلق مردم شماری کی رپورٹ آنے سے یہ بات صاف ہوجائے گی کہ کن ذاتوں کے ساتھ ناانصافی کی جارہی ہے اور کن کا حق مارا جارہا ہے۔ بے شک اعداد و شمار کی روشنی میں سرکار بہتر پالیسی بنا پائے گی۔ محکوم طبقات کے لیے کیے گئے فلاحی کاموں سے سماج اور مضبوط ہوگا اور ملک میں مزید اتحاد پیدا ہوگا۔ جو لوگ ذات پر مبنی مردم شماری کا خوف دکھلا رہے ہیں ان کا اصل مقصد سماج میں موجود غیر برابری کو بنائے رکھنا ہے۔ اب بہار سے سماجی انصاف کی بہار اُٹھنے لگی ہے۔ دیکھنا ہے کب تک دیگر علاقے اس سے متاثر ہوئے بغیر رہ پاتے ہیں؟

مضمون نگار جے این یو سے تاریخ میں پی ایچ ڈی ہیں

debatingissues@gmail.com